بسم الله الرحمن الرحیم

خلاصہ درس ۷

خداشناسی کے راستے(وجود خداپر دلیل)

خداشناسی کے راستے:

جب ہمارے سامنے یہ سوال آتاہے کہ ہم خداوند عالم کو کیسے پہچانیں تواکثر علماءنے خالق جہان کو پہچاننے کے دواہم راستوں کی طرف اشارہ کیاہے۔پہلا اندرونی راستہ دوسرابیرونی راستہ[1]۔خداوند عالم نے قرآن مجید میں بھی اسکی طرف اشارہ فرمایاہے کہ:

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ[2]

[ہم عنقریب اپنی نشانیوں کو تمام اطراف عالم میں اور خودان کے نفس کے اندر دکھلائیں گے تاکہ ان پر یہ بات واضح ہوجائے کہ وہ (اللہ) برحق ہے۔]

ا)اندرونی راستہ یا راہِ فطرت

اندرونی راستہ سے مراد وہ راستہ ہے کہ جسکو ہم فطرت یاضمیر سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔یعنی خود انسان بغیر کسی اور چیز کی مدد کے خود بخود اگراس مسالہ پر غور کرے تواس نتیجہ تک پہنچ جائے گا کہ یقیناًاُسکاایک خالق ہے،اِس جہان کاایک خالق ہے۔فطرت کاراستہ خداوند کو پہچاننے کے لئے بہترین راستہ ہے۔[3]

مندرجہ ذیل مقدمات پر غور فرمائے۔

الف)اگرانسان اپنے حال پرخوب غور کرے توایک قدرت کی طرف متوجہ ہوتاہے جواس مادی دنیاسے بڑی اور مافوق ہے۔

ب)انسان کی یہ فطرت کی آواز کبھی خاموش تو کبھی کمزور ہوجاتی ہے اورانسان دنیاکی مادیت کی وجہ سے اس فطری آواز کی طرف متوجہ نہیں ہوپاتالیکن خالق کاانتظام یہ ہے کہ بعض قدرتی آفات اور مصیبتیں مثلازلزلہ،طوفان،وحشتناک واقعات،ناگہانی موتیں،بیماریاں وغیرہ سے متاثر ہوکرانسان کی فطرت کی آواز قوی ہوجاتی ہے،جسکے سبب انسان اندر سے متوجہ ہوجاتاکہ وہ کتنا ناتوان ہے اوراس سے زیادہ طاقتور کوئی اور ذات ہے۔

---

[1] آیۃاللہ ناصر مکارم شیرازی،پنجاہ درس اصول عقائد برای جوانان۔ص26

[2] سورہ فصلت53

[3] تفسیر نمونہ،ج16،ص341و342

ایک تاریخی مثال جسکو قرآن نے بھی عبرت کے طور پر بیان کیا ہے، فرعون کی مثال ہے۔ فرعون جیسا گمراہ انسان جو اپنے آپ کو سب سے بڑا ربّ مانتا تھا جب اسکی آنکھوں کے سامنے موت نظر آئی اور غرق ہونے لگا تو اسکو معلوم ہوا کہ اسکی تمام قدرت اور جاہ و حشم کسی کام کا نہیں اور اسکے علاوہ بھی کوئی ہے جو قدرت رکھتا ہے اور یہ اسکی فطرت کی آواز تھی[4]۔ قرآن مجید نے اس صورتحال کو یوں یاد کیا۔

وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدْوًا حَتَّى إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنتُ أَنَّهُ لَآ إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَاْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

[اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اتار دیا پھر فرعون اور اس کے لشکر نے سرکشی اور ظلم و تعدی سے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ جب وہ (فرعون) (دریا میں) غرق ہونے لگا تو کہنے لگا کہ میں ایمان لاتا ہوں (مانتا ہوں) کہ اس ہستی کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمانوں (فرمانبرداروں) میں سے ہوں۔][5]

اس کے باوجود بھی بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اس فطرت کو محسوس کرتے ہیں لیکن جان بوجھ کر نظرانداز کر دیتے ہیں لیکن اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ فطرت نہ رکھتے ہوں۔

امام صادق (علیہ السلام) کے پاس ایک شخص آیا اور خداوند عالم کے وجود پر دلیل دریافت کی۔ امام (علیہ السلام) نے اس کو فطرت کے راستے سے قائل کیا اور اس سے سوال کیا، کہ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ تم کسی کشتی میں سوار ہو اور بیچ سمندر میں طوفان آجائے اور کشتی ڈوب جائے یہاں تک کہ کوئی اور کشتی نجات کے لئے نہ ہو؟

اس شخص نے عرض کیا، جی ایسا ہوا ہے۔

امام (علیہ السلام) نے پوچھا کہ کیا ایسے وقت میں بھی تمکو کوئی نجات کی امید تھی؟ کیا تمہارے دل میں امید باقی تھی کہ تمکو کوئی بچالے گا؟

اس نے جواب دیا، جی ہاں ایسے وقت میں بھی یہ احساس تھا کہ مین بچ سکتا ہو اور میرا دل کسی سے نجات کی امید لگائے ہوئے تھا۔

امام (علیہ السلام) نے فرمایا یہ وہی فطرت کی آواز ہے جو خالق کائنات کی طرف متوجہ کروا رہی ہے[6]۔

اسکے علاوہ بھی بے شمار آیات اور روایات اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

ان دو مقدمات (الف) اور (ب) سے ثابت ہو گیا کہ انسان کی فطرت انسان کو خالق کائنات کی طرف متوجہ کرواتی ہے اور اسی کو خداشناسی کا اندرونی راستہ کہتے ہیں۔

۲) بیرونی راستہ یا برہانِ نظم[7]

وجود خداوند عالم پر موجود ایک بہت آسان اور مستحکم دلیل 'برہان نظم' ہے۔ اس برہان میں انسان عالم طبیعت کو دیکھ کر اور اس کائنات پر حاکم نظم کو دیکھ کر خالق کائنات کے ہونے کو سمجھ لیتا ہے۔

---

[4] آیۃ اللہ ناصر مکارم شیرازی، پنجاہ درس اصول عقائد برای جوانان

[5] سورہ یونس، ۹۰

[6] مجلسی، محمد باقر، بحارالانوار، ج3، ص41 روایت 16 بیروت، دار احیاء التراث العربی، چاپ دوم، 1403ق.،

[7] برہان یعنی دلیل۔ برہان نظم کو انگریزی میں Teleological Argument, Argument of design بھی کہتے ہیں۔

خداوندعالم نے بھی قرآن مجید میں اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ انسان کو چاہئے کہ وہ اللہ کی آیات پر غور وفکر کرے۔ارشاد ہے کہ :الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا ۖ مَّا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَـٰنِ مِن تَفَاوُتٍ ۖ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ

[جس نے اوپر نیچے سات آسمان بنائے تم خدائے رحمٰن کی تخلیق میں کوئی خلل (اور بے نظمی) نہیں پاؤگے پھر نگاہ اٹھاکر دیکھو تمہیں کوئی رخنہ نظر آتا ہے؟][8]

برہان نظم کا خلاصہ:

(الف) یہ کائنات منظم ہے۔

(ب)ہر نظم کے پیچھے ایک ناظم ہوتاہے۔

(نتیجہ)اس کائنات کا ناظم ہے۔

یہاں پر مناسب ہے کہ اس مشہور واقعہ کو بھی نقل کیاجائے جو حضرت ختمی مرتبت رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ایک بوڑھی عورت کا ہے۔

مشہور ہے کہ رسول اکرم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ کہیں تشریف لئے جارہے تھے کہ راستے میں ایک بوڑھی عورت کو دیکھا کہ ایک چرخہ چلارہی تھی اور اللہ کا شکرادا کررہی تھی۔آنحضرت ﷺ نے اس سے خداشناسی کی دلیل پوچھی اور سوال کیا کہ تم نے اللہ کو کیسے پہچانا؟اسنے جواب دیا کہ میں اگراس چرخہ کو اپنے ہاتھ سے چلاتی ہوں تو چلتاہے اور جب روک دیتی ہوں تو رک جاتاہے اور خود بخود نہیں چلاتا۔جب اس چھوٹے سے چرخہ کو کسی چلانے والا کی ضرورت ہے تو اسی طرح سے اس دنیا کو بھی کسی چلانے والے کی ضرورت ہے، یہ اتنی بڑی دنیا بھی کوئی چلارہاہے اور خود بخود نہیں چل رہی ہے اور جو اس دنیا کو چلارہاہے وہی میرا خداہے۔یہ جواب سن کر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا' عَلَيْكُمْ بِدِينِ الْعَجَايِزِ'[9]

مختلف مثالیں جن پر غور کرنا چاہئے:

ا۔امام علی (علیہ السلام) نے چمگادڑ کی حیرت انگیز خلقت کو بیان کیاہے۔

۲۔اس نظام شمسی اور کہکشانوں کی نظم اور خلقت پر غور کرنا۔

۳۔زمین پر موجود طبیعت اور حیات کی انمول مثالوں پر غور کیاجائے تو اس دنیا پر حاکم نظم کا یقین ہو جاتاہے۔

مثلاانسان کی آنکھ کی بناوٹ،انسان کے دماغ کی خلقت،شہد کی مکھیوں کی زندگی میں نظم،چیونٹیوں کی زندگی کی نظم وغیرہ۔

خلاصہ یہ کہ انسان عالم خلقت میں جس چیز کو دیکھے گا اس میں نظم نظر آئے گی۔

---

[8] سورہ ملک 3

[9] محجۃ البیضاء، جلد5، ص134.